Regd No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ :- ڈیلی الفضل لاہور

ٹیلیفون نمبر ۲۹۷۹

روزنامہ

الفضل لاہور

فی پرچہ ۱؎

یوم :- سہ شنبہ

۱۲ ذی القعدہ ۱۳۷۳ھ

جلد ۸/۴۳ | ۱۳ وفا ۱۳۳۳ ہش - ۱۳ جولائی ۱۹۵۴ء | نمبر ۱۶۱

ہندوستان نے پنڈت پریم ناتھ بزاز کو پاسپورٹ دینے سے انکار کر دیا

نئی دہلی ۱۲ جولائی۔ کشمیر ڈیمو کریٹک یونین کے صدر پنڈت پریم ناتھ بزاز کو ملک سے باہر جانے کا پاسپورٹ دینے سے انکار کر دیا گیا ہے۔ دہلی کی صوبائی حکومت نے ایک اعلان میں کہا ہے کہ مسٹر پریم ناتھ بزاز کو ملک سے باہر کسی جگہ جانے کے لئے پاسپورٹ دینے کی کوئی سہولت نہیں دی جائیگی۔ مسٹر بزاز نے فروری میں پاسپورٹ کی درخواست دی تھی۔ وہ برما میں ایشیائی سوشلسٹوں کے اجلاس میں کشمیری سوشلسٹوں کی نمائندگی کرنے اور ہندوستان اور پاکستان سے الحاق کرنے کے بارہ میں کشمیری سوشلسٹوں کے نقطۂ نظر کی وضاحت کرنا چاہتے تھے۔ ایک اور کشمیری سوشلسٹ لیڈر مسٹر جگن ناتھ ساٹھو کی پاسپورٹ کی درخواست بھی مسترد کر دی گئی ہے۔

پنڈت پریم ناتھ بزاز نے ایک بیان میں کشمیریوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنے ملک کو غیر ملکی اقتدار سے آزاد کرانے کے لئے متحد ہو کر کوشش کریں۔ انہوں نے کہا ہے کہ شیخ عبداللہ کی گرفتاری اور بار بار کی اپیلوں کے باوجود اب تک ان کی رہائی عمل میں نہ آنے سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے۔ کہ بخشی غلام محمد کی موجودہ حکومت ہندوستان کے اشاروں پر ناچ رہی ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے۔ کہ یہ صحیح ہے۔ کہ شیخ عبداللہ نے ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈال لیا تھا۔ اور غیر ملکی امداد حاصل کی تھی۔ یہ شیخ عبداللہ ہی تھے۔ جن کی مدد سے ہندوستان ریاست کے مسلمان باشندوں کی خواہشات کے برخلاف کشمیر پر اپنا قبضہ جما سکا۔ لیکن شیخ عبداللہ کا ایسا کرنے سے یہ خیال تھا۔ کہ شاید اس طرح وہ کشمیر کو ڈوگرہ راج سے آزاد کرا سکیں۔ لیکن ان کی یہ خواہش ناکام رہی اور ہندوستان نے کشمیر کو اپنے ظالمانہ ہاتھوں میں اور بھی مضبوطی سے جکڑ لیا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت

کراچی ۹ جولائی (بذریعہ ڈاک) مکرم پرائیویٹ سکرٹری صاحب مطلع فرماتے ہیں۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ احباب اپنے پیارے امام کی کامل صحت کے لئے برابر دعائیں جاری رکھیں۔

پاکستان اور ہندوستان کی اقلیتوں کی حالت کو اور بہتر بنانا ضروری ہے

باہمی گفت و شنید کے بعد دونوں ملکوں کے اقلیتی وزراء کی طرف سے مشترکہ بیان

نئی دہلی ۱۲ جولائی۔ پاکستان اور ہندوستان کے اقلیتی امور کے وزراء مسٹر غیاث الدین پٹھان اور مسٹر سی۔ سی بسواس کے درمیان لیاقت نہرو معاہدہ پر عمل درآمد کے سلسلہ میں جو غیر رسمی بات چیت ہو رہی تھی۔ وہ آج ختم ہو گئی۔ آج تیسرے پہر نئی دہلی میں دونوں وزراء کی طرف سے ایک مشترکہ بیان جاری کیا گیا۔ جس میں کہا گیا ہے۔ کہ دونوں وزراء کو اس بات کی اہمیت کا احساس ہے۔ کہ دونوں ملکوں کی اقلیتوں کی حالت کو برابر بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ بیان میں کہا گیا ہے۔ کہ بات چیت میں اقلیتوں کے متعلق عام جائزہ لیا گیا، بات چیت دوستانہ فضا میں ہوئی۔

دونوں وزراء کے درمیان غالباً بہت جلد ایک اور ملاقات ہوگی۔ یہ ملاقات اس دورہ سے پہلے ہوگی۔ جو اکتوبر میں ہوگا۔ پاکستان کے اقلیتی امور کے وزیر مسٹر غیاث الدین پٹھان آج رات نئی دہلی سے کراچی روانہ ہو رہے ہیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

لاہور ۱۲ جولائی (بوقت نو بجے شب) حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے حسب ذیل اطلاعات موصول ہوئی ہیں:۔

۱۱ جولائی۔ "رات حضرت میاں صاحب کو نیند اچھی آ گئی۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی رہی۔ اور دل کی حالت بھی بہتر ہو رہی ہے۔ نقرس میں کل کی نسبت افاقہ ہے۔ ٹمپریچر ہلکا ہو گیا تھا۔"

۱۲ جولائی۔ " رات حضرت میاں صاحب کو اچھی نیند آ گئی۔ آج طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ دل کی حالت بھی تسلی بخش ہے۔ نقرس کی تکلیف میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج نمایاں فرق رہا۔ کل کچھ وقت کے لئے چارپائی پر بیٹھے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب حضرت میاں صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔"

(ڈاکٹر مرزا منور احمد)

ہندوستانی ڈپٹی ہائی کمشنر کی سکندر مرزا سے ملاقات

ڈھاکہ ۱۲ جولائی۔ ڈھاکہ میں ہندوستانی ڈپٹی ہائی کمشنر مسٹر بی کے اچاریہ نے آج گورنر مشرقی بنگال میجر جنرل سکندر مرزا سے ملاقات کی۔

دریائے ستلج کا رخ پھیرنے کا اقدام

متحدہ محاذ کے پانچ لیڈروں کی طرف سے مذمت

ڈھاکہ ۱۲ جولائی۔ متحدہ محاذ پارٹی سے تعلق رکھنے والے پانچ لوگوں نے جن میں فضل الحق منسٹری کے تین وزیر بھی شامل ہیں۔ ایک مشترکہ بیان دیا ہے۔ جس میں دریائے ستلج کا رخ پھیرنے کے لئے ہندوستان کے اقدام کی سخت مذمت کی ہے ان لوگوں کے نام یہ ہیں:۔ مسٹر ابو حسین سرکار۔ مسٹر یوسف علی چودھری۔ سید عزیز الحق۔ مسٹر تفضل حسین۔ اور غیاث الدین چودھری ان لوگوں نے کشمیر کے متعلق ہندوستان کی روش پر بھی سخت نکتہ چینی کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ اب بھی وقت ہے کہ ہندوستان اس تاخیر کی تلافی کرے۔

ہند چینی میں سمجھوتہ ہونے کی امید

ہنوئی ۱۲ جولائی۔ ہند چینی میں لڑائی بند کرنے کا سمجھوتہ ہونے کا قوی امکان ہے۔ اس وقت فرانسیسیوں اور ویٹ منہ کے درمیان ہنوئی کے قریب ایک گاؤں میں دوستانہ فضا میں بات چیت ہو رہی ہے۔ اس بات چیت میں زیادہ تر ان مسائل پر بحث ہو رہی ہے۔ جو عارضی صلح کے بعد پیدا ہوں گے۔ ماسکو ریڈیو نے بھی امید ظاہر کی ہے۔ کہ جلدی کوئی نہ کوئی سمجھوتہ ہو جائے گا۔ ریڈیو نے کہا ہے۔ کہ آئندہ سمجھوتہ کے لئے ٹھوس بنیاد تیار کرنے کے متعلق جنیوا میں بہت کچھ ہو چکا ہے۔

برطانوی مصری نمائندوں میں غیر رسمی ملاقاتیں

قاہرہ ۱۲ جولائی۔ نہر سویز کے جھگڑے کے متعلق نئی برطانوی تجویزوں کے بارہ میں برطانوی اور مصری نمائندوں میں دو غیر رسمی ملاقاتوں میں گفتگو ہو چکی ہے ابھی *

لنڈن ۱۲ جولائی۔ برطانیہ میں سعودی عرب کے سفیر نے کہا ہے کہ نخلستان براٸمی کے متعلق برطانیہ اور سعودی عرب کے جھگڑے کے متعلق دو ہفتے کے اندر اندر تصفیہ ہو جائے گا۔

* ایک اور ملاقات ہوگی۔ لنڈن میں مصری سفیر نے بھی آج برطانوی وزیر مملکت سے ملاقات کی۔ ص اور ایسی فضا پیدا کر دے۔ کہ یہ مسئلہ پُرامن طور پر حل ہو سکے۔

مسعود احمد پرنٹر، پبلشر نے انصاف پریس لاہور میں طبع کرا کر ۳ میکلیگن روڈ لاہور سے شائع کیا۔

اسسٹنٹ ایڈیٹر :- روشن دین تنویر

کلام النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالےٰ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوگی

"عن ابن عمران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذّ شذّ فی النار" (جامع ترمذی)

ترجمہ:۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یقیناً اللہ تعالےٰ میری ساری امت کو یا فرمایا امت محمدؐ کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور اللہ کی مدد جماعت کے ساتھ ہوگی۔ جو شخص اس سے الگ ہوگا۔ وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

مختلف مقامات پر سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے

کھاریاں

بتاریخ ۲۰/۶ ہ ش بعد نماز عشاء جماعت احمدیہ کھاریاں کے زیر اہتمام جلسہ سیرۃ النبی صلعم منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم ماسٹر عبدالغنی صاحب بی اے۔ بی ٹی نے جلسہ کی غرض وغایت بیان کی اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جنگوں میں رحمت وشفقت کا نمونہ واقعات کی روشنی میں پیش کیا۔ مکرم سید احمد علی صاحب کاظمی ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول کھاریاں (یہ بزرگ شیعہ فرقہ سے متعلق ہیں) نے انا اعطینٰک الکوثر کی تفسیر کرتے ہوئے حضور اکرم کا مستجمع جمیع کمالات بشریہ ہونا ثابت کیا۔ نیز کوثر سے مراد حضور کی اعلےٰ صفات کی کثرت بیان کی۔ اس کے بعد مکرم عطا الٰہی صاحب سلیم متعلم جامعہ احمدیہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات مطہرہ کے مختلف شعبوں مثلاً توکل۔ زہد۔ صبر صدق پر واقعات سے روشنی ڈالی۔ خاکسار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انک لعلیٰ خلق عظیم کا مصداق مختلف واقعات سے ثابت کیا۔ نیز حضور اکرم علیہ التحیۃ والسلام کی شرک سے نفرت اور مخلوق سے منصفانہ سلوک کو چند ایک واقعات کے ساتھ بیان کیا۔ بالآخر صدر صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی۔

مردوں کے علاوہ مستورات بھی کثرت سے شامل ہوئیں

(اسحاق محمود انور جامعۃ المبشرین ربوہ)

اوکاڑہ شہر

۳۰ جون بعد نماز مغرب مسجد احمدیہ اوکاڑہ میں سیرت النبی کا جلسہ زیر صدارت چوہدری غلام قادر صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ منعقد ہوا۔ تلاوت ونظم کے بعد شیخ عبدالحکیم صاحب سیکرٹری تبلیغ نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ ایسے جلسوں کی غرض اور مقصد صرف اور صرف یہ ہے۔ کہ اسلام کے مخالفین کو بتایا جائے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کن کن صفات کے حامل تھے۔ منور احمد صاحب سید سٹوڈنٹ تعلیم الاسلام کالج لاہور نے اپنی تقریر میں بتایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم بشر کے لئے ایک کامل نمونہ تھے۔ اور آپ کی زندگی اور اخلاق۔ دنیا کے ہر پہلو اور شعبہ میں بہترین اسوہ ہیں

سید عزیز احمد شاہد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے نبی کریم کے اخلاق فاضلہ پر روشنی ڈالی۔

آخر پہ صدر صاحب نے رحمۃ للعالمین کے موضوع پر تقریر فرمائی اور بتایا کہ دنیا میں کوئی مذہب ایسا نہیں۔ جس نے دوسرے مذاہب کے بزرگوں اور ولیوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھا ہو۔ لیکن مذہب اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جس میں ہمیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible] دوسرے مذاہب کے بزرگوں کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنے کی تعلیم دی ہے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بات کرنے سے پہلے سوچو کہ اسکا کیا نتیجہ ہوگا

"ہر ایک بات کہنے سے پہلے سوچ لو۔ کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کی اجازت اس کے کہنے میں کہاں تک ہے۔ جب تک یہ نہ سوچ لو مت بولو۔ ایسے بولنے سے جو شرارت کا باعث اور فساد کا موجب ہو، نہ بولنا بہتر ہے۔ لیکن یہ بھی مومن کی شان سے بعید ہے۔ کہ امر حق کے اظہار میں رکے۔ اس وقت کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت اور خوف زبان کو نہ روکے۔ دیکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی نبوت کا اعلان کیا تو اپنے پرائے سب کے سب دشمن ہوگئے۔ مگر آپؐ نے ایک دم بھر کے لئے کبھی کسی کی پرواہ نہ کی۔ یہاں تک کہ جب ابو طالب آپؐ کے چچا نے لوگوں کی شکائتوں سے تنگ آکر کہا۔ اس وقت بھی آپؐ نے صاف طور پہ کہہ دیا کہ میں اس کے اظہار سے نہیں رک سکتا۔ آپ کا اختیار ہے۔ میرا ساتھ دیں یا نہ دیں"۔ (ملفوظات)

پرائمری ٹریننگ کلاس کیلئے وظائف

پرائمری ٹریننگ کلاس گورنمنٹ سینٹرل پرائمری شاہدرہ کے لئے درخواستیں برائے وظائف ۱۵ر جولائی تک بنام سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ سینٹرل پرائمری شاہدرہ طلب کی گئی ہیں۔ چار وظائف مالیتی بیس بیس روپے ماہوار غیر کمہاروں کے لئے۔ اور آٹھ وظائف مالیتی پندرہ پندرہ روپے جدی کمہاروں کے لئے جو تحصیلدار کی تصدیق پیش کریں۔ امیدوار کے لئے میٹرک ہونا شرط ہے۔ سائنس والے کو ترجیح۔ (سول لاہور) (ناظر تعلیم وتربیت ربوہ)

درخواستہائے دعا

میرا بچہ مبارک احمد ایک ماہ سے بعارضہ بخار دکھانسی بیمار ہے۔ احباب جماعت دعائے صحت فرمائیں"۔ (سید عبدالغنی شاہ میٹھا ٹوانہ ضلع سرگودہا)

(۲) میرے بڑے بھائی سردار عبدالسبحان پسر سردار مصباح الدین صاحب عرصہ ایک ماہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار چلے آرہے ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

(۳) میں نے F.Sc. کا امتحان دیا ہے۔ احباب میری کامیابی کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں۔

(بلال ہاشمی ڈیرہ غازیخاں)

زکوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور اموال کو بڑھاتی ہے

صدر صاحب کی تقریر کے بعد اجتماعی دعا کی گئی۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

سید عزیز احمد شاہد

(مبلغ جماعت احمدیہ اوکاڑہ)

ولادت

مورخہ ۹/۶ ہ ش کو خدا تعالیٰ نے برادرم حوالدار محمد حنیف صاحب چنیوٹ ضلع جھنگ کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولوی محمد حسین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا پوتا ہے۔

احباب نومولود کی درازیٔ عمر اور خادم دین بننے کے لئے دعا فرمائیں۔

(سردار محمد کاتب اسلام نگر لاہور)

مسجد تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ

اندازہ خرچ تیرہ ہزار کے قریب جو بھی اللہ تعالےٰ کا گھر اخلاص ہمت سے بناتا ہے اس کے لئے بڑی بشارتیں ہیں اشد ضرورت ہے۔ احباب اور بہنیں توجہ فرمائیں (ناظر تعلیم وتربیت ربوہ)

روزنامہ الفضل لاہور
مورخہ ۱۳ وفا ۱۳۳۳ھش

42

مسلم لیگ کا احیاء

مشرقی پاکستان کے گزشتہ انتخابات میں مسلم لیگ کی شکست ایسی چیز نہیں ہے۔ کہ مسلم لیگی حکومت کے دل پر جس سے سخت ضرب نہ لگتی۔ اور وہ خواب غفلت سے بیدار نہ ہو جاتی۔ چنانچہ مسلم لیگ کے زعما اس کے احیاء کے لئے کنونشن منعقد کرنا چاہتے ہیں۔ مگر مسلم لیگ کے بدخواہ اس پر طرح طرح کی پھبتیاں کس رہے ہیں۔ چونکہ مسلم لیگ کے مخالفوں کی اپنی بھی کوئی ٹھوس بنیاد نہیں۔ اور وہ بھی بالمقابل کوئی ایسی چیز نہیں پیش کر سکتے۔ جس سے توقع ہو سکے کہ اگر وہ مسلم لیگ کی جگہ لے لیں تو ملک وقوم کی حالت سدھر جائے گی۔ اور وہ اپنی کمزوریوں کو اچھی طرح محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے پاس بھی مل کر سوائے مسلم لیگ کا تمسخر اڑانے کے کچھ نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج مسلم لیگ کی وہ حالت نہیں جو قائداعظم مرحوم کی زندگی میں تھی۔ اور اس کی حالت واقعی آج بہت کمزور ہے مگر اس پر بھی بلحاظ پارٹی کے کوئی مخالف پارٹی یا تمام مخالف پارٹیاں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔

ملک میں اس وقت جو سیاسی پارٹیاں مسلم لیگ کے خلاف کام کر رہی ہیں۔ ان کو دیکھا جائے تو وہ دو قسم کی ہیں۔ ایک تو وہ پارٹیاں ہیں۔ جن کے زعما شروع ہی سے بعض وجوہات کی بنا پر مسلم لیگ کے خلاف تھے۔ جو تقسیم سے پہلے بھی مسلم لیگ کے راستہ میں روڑے اٹکانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے۔ دوسری قسم کی وہ پارٹیاں ہیں۔ جن کے زعما نے تقسیم کے بعد مسلم لیگ سے الگ ہو کر اپنی پارٹیاں بنالی ہیں اور جو اپنے ذاتی اثر و رسوخ کے قیام کو قومی اور ملکی مفادات سے بہتر سمجھتے ہیں۔ اور محض اپنے حریف کو گرانے کے لئے الگ پارٹیاں بنا بیٹھے ہیں۔

مخالف پارٹیاں جو تقسیم سے پہلے بھی مسلم لیگ کی مخالف تھیں یا وہ ہیں جن کے زعما یا تو باغیانہ ذہنیت رکھتے ہیں اور یا وہ ہیں جو کانگرس کے آلہ کار تھے اور اب بھی ان کی سرگرمیاں شک و شبہ سے بالا نہیں۔ یہ پارٹیاں خاص کر جیسی پہلے تھیں ویسی ہی اب بھی مسلم لیگ کی ہر بات کی دشمن ہیں۔ اور ان کی تمام سرگرمیاں صرف تخریبی پہلو لئے ہوئے ہوتی ہیں۔ ان کو مسلم لیگ کی عظیم فتح بھی جو اس نے پاکستان بنانے میں حاصل کی ہے شکست ہی نظر آتی ہے۔ اور وہ عوام کو مسلم لیگ سے بدظن کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی رہتی ہیں۔ اور اس حد تک چلی جاتی ہیں۔ کہ ان کی سرگرمیاں بغاوت کے مترادف نظر آتی ہیں۔

ان پارٹیوں کا کام یہ ہے کہ عوام کے سامنے ہر وقت مسلم لیگی حکومت کی گھناؤنی اور بدنما تصویر کھینچی جائے۔ جو کام بھی حکومت کرے اس میں کیڑے نکالے جائیں خواہ وہ ملک و قوم کے لئے کتنا ہی مفید کیوں نہ ہو۔ ان کو اس سے غرض نہیں کہ ایسی جارحانہ تنقیدوں اور سرگرمیوں سے ملک وقوم کو کس قدر نقصان پہنچ جائے گا۔ اور وہ اپنے اندھے کا ٹھوکھی نے چلی جاتی ہیں۔ یہ تو وہ پارٹیاں ہیں۔ جن کو مسلم لیگ سے ازلی دشمنی ہے۔ جن کا مقصد یہ ہے کہ ملک تباہ ہو جائے تو ہو جائے۔ کسی طرح مسلم لیگ اپنے سنگھاسن سے نیچے اتر جائے۔

آپ دیکھیں گے کہ جہاں بھی ملک میں کوئی فتنہ و فساد کی بو آتی ہے۔ یہ پارٹیاں فوراً اس کی حامی اور اس کو ہوا دینے کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ اور اگر حکومت اس فتنہ کو دبانے کی کوئی سعی کرتی ہے۔ تو ہمیشہ حکومت ہی کو ملزم گردانتی ہیں۔ ان کا یہ تخریبی طریق کار اب اتنا واضح ہو چکا ہے۔ کہ کوئی سمجھدار اس سے دھوکا نہیں کھا سکتا۔

دوسری قسم کی مسلم لیگ کی مخالف پارٹیاں جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے۔ وہ ہیں جن کے زعما مسلم لیگ کے برسر اقتدار زعماء سے ذاتی اختلافات پر لیگ سے الگ ہو گئے۔ ورنہ انہیں مسلم لیگ سے کوئی اصولی اختلاف نہیں۔ مگر وہ اپنے حریفوں کو مسلم لیگ کے اندر رہ کر گرانے میں ناکام ہو کر باہر سے اس پر حملہ کرنے کے لئے اکثر پہلی قسم کی تخریبی پارٹیوں کی ہمنوائی شروع کر دیتی ہیں۔ اور اس طرح دانستہ یا نادانستہ ان کا آلہ کار بن کر ملک و قوم میں انتشار پیدا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔

پہلی قسم کے پارٹیوں سے نپٹنے کے لئے مسلم لیگی حکومت صرف یہی طریقے اختیار کر سکتی ہے۔ جو تمام حکومتیں اختیار کرتی ہیں۔ جن میں سے مؤثر ترین طریق یہ ہے۔ کہ ان کا پول کھولا جائے۔ اور عوام کو ان کی تخریبی اور باغیانہ ذہنیتوں سے اچھی طرح واقف کرایا جائے۔ اور عوام کو ان کی حقیقت سے پوری طرح آشنا کیا جائے۔ یہ پارٹیاں دراصل عوام کی ناسمجھی سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی ہیں۔ اور ان کو سبز باغ دکھا کر صراط مستقیم سے گمراہ کرتی ہیں۔ یہ پارٹیاں ہی دراصل دوسری قسم کی پارٹیوں کی گمراہی اور تقویت کا بھی باعث بنتی ہیں۔ انہی پارٹیوں کے تخریبی پروپیگنڈا سے عوام کی ذہنیتیں مسموم ہو رہی ہیں۔ یہی پارٹیاں ہیں۔ جو دراصل ملک میں ابتری کا بیج بو رہی ہیں۔ اور اس تاک میں لگی ہیں۔ کہ جب موقعہ ملے مکڑی کی طرح حکومت کے اقتدار کو دبوچ لیں۔

مشرقی پاکستان میں مسلم لیگ کے خلاف جو متحدہ محاذ بنایا گیا تھا اس کے پیش نظر قطعاً ملک وقوم کا کوئی تعمیری کام نہیں تھا۔ بلکہ ان تخریبی پارٹیوں نے جو مسموم فضا سارے ملک میں پیدا کر رکھی ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے وہ پارٹیاں بھی جو محض مسلم لیگ سے ذاتی اختلافات کی بناء پر قائم کی گئی ہیں موقعہ پا کر مسلم لیگ کے خلاف اپنے حریفوں سے انتقام لینے اور خود برسر اقتدار آنے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور سب نے مل کر وقتی طور پر متحدہ محاذ کی صورت اختیار کر لی۔ جو عارضی طور پر اتنا طاقتور ہو گیا۔ کہ مسلم لیگ اس کا مقابلہ نہ کر سکی۔

اس کے باوجود یہ بات درست ہے کہ متحدہ محاذ نے جو فائدہ اٹھایا۔ اس کی بنیادی وجہ مسلم لیگ کی اپنی ہی کمزوری تھی۔ اگر مسلم لیگ نے تخریبی پارٹیوں کا پوری طاقت سے مقابلہ کیا ہوتا۔ اور ان کے پروپیگنڈا کا توڑ کیا ہوتا اور عوام کو اپنے اصولوں سے پورا پورا واقف رکھنے کی سر توڑ کوشش کی ہوتی تو نہ تو ملک کی فضا مسموم ہوتی اور نہ مشرقی پاکستان میں متحدہ محاذ سے شکست کھانی پڑتی۔

مسلم لیگ اب بھی ملک میں سب سے منظم اور با اصول جماعت ہے۔ مگر اگرچہ دشمن اسے مٹانے کے لئے لگاتار کوشش کر رہے ہیں۔ وہ ان کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کر رہی۔ اس لئے اگر مسلم لیگ اپنا احیا کرنا چاہتی ہے۔ اور عوام میں اپنا اعتماد از سر نو پیدا کرنا چاہتی ہے۔ تو اس کو اسی طرح اپنے اصولوں کا پروپیگنڈا کرنا چاہیئے جس طرح دوسری تخریبی جماعتیں کر رہی ہیں۔ مسلم لیگ کے اصول اعلےٰ ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ عوام ان سے ناواقف ہو چکے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ مسلم لیگ ایک پارٹی کی طرح اپنے اصولوں کو ملک میں پھیلائے۔ اور ملک کا اعتماد حاصل کرے۔

کوئی ان کا پیام لایا ہے

یارِ غالب ہی غالب آیا ہے
ہم نے سو بار آزمایا ہے

اس کے بختِ رسا کا کیا کہنا
جس نے اپنا انہیں بنایا ہے

ایسے مایوس کیوں ہو چارہ گرو
وہ مسیحِ نفس جو آیا ہے

شورِ زنجیرِ دل سنو تو سہی
کوئی ان کا پیام لایا ہے

آج کی رات چاندنی چھٹکی
بدرِ تمام آج جگمگایا ہے

آج کی رات میرا ویرانہ
نازشِ بزم نے سجایا ہے

کتنی خوابیدہ آرزوؤں کو
ان کی آواز نے جگایا ہے

ان کے قدموں کی چاپ نے ناہید
کتنے نغموں کو گدگدایا ہے

عبد المنان ناہید

نئی دنیا کس طرح تعمیر کی جا سکتی ہے؟

آج سے تیرہ برس پہلے ۲۶ رمئی ۱۹۴۱ء کو چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب وزیر خارجہ پاکستان نے شملہ سے بعنوان "نئی دنیا" ایک تاریخی تقریر براڈ کاسٹ فرمائی تھی۔ جو افادۂ ناظرین کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔

اس وقت مشرق و مغرب میں یہ احساس پیدا ہو رہا ہے کہ موجودہ جنگ کے بعد ایک نئی دنیا کی بنیاد ڈالی جائے۔ اگر ایک طرف محوری طاقتیں اس بات کی دعوے دار ہیں کہ وہ ایک نئے نظام کے قیام کے لئے جدوجہد کر رہی ہیں۔ تو دوسری طرف جمہوریتیں اعلان کر رہی ہیں۔ اس جنگ کے بعد وہ ایک نئی دنیا بسانے کا ارادہ رکھتی ہیں اب سوال یہ ہے کہ کسی نئی دنیا کے بسانے کی ضرورت کیا ہے کیا موجودہ نظام دنیا کے سر منڈھ دیا گیا تھا۔ یا دنیا غفلت میں ایسے رستہ پر چل رہی تھی۔ جو خرابی پیدا کرنے والا تھا۔ کہ اب دوبارہ ایک نئی دنیا بسانے کی ضرورت کا احساس ہوا؟ یا کیا جس مقصد کو اس نے چنا تھا۔ اس کی خرابی اس پر واضح ہو گئی ہے کہ وہ اب ایک نیا مقصد اور نیا راستہ اختیار کرنا چاہتی ہے۔ جہاں تک علمی اور مادی ترقی کا سوال ہے۔ آج کی دنیا دو تین سو سال پہلے کی دنیا سے یقیناً بڑھ کر ہے۔ علم پہلے سے زیادہ ہے ایجادات کا باب وسیع سے وسیع تر ہو رہا ہے۔ غربا کے حقوق کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھا جاتا ہے۔ اور زمین کے مخفی خزانوں کو کھول دیا گیا ہے۔

غرض دولت حصول دولت اور استعمال دولت کے لحاظ سے آج کا انسان دو تین سو سال پہلے کے انسان سے یقیناً بہتر ہے۔ پھر تبدیلی کی خواہش بنی نوع انسان کے قلوب میں کیوں ہے۔ اور کیوں قومیں ایک دوسری سے برسر پیکار ہیں؟ دور جانے کی ضرورت نہیں۔ انہی اقوام کو دیکھ لو۔ جو اس وقت جنگ میں شریک ہیں۔ کیا آج کا جرمنی علم طاقت اور اپنی دولت کے لحاظ سے گزشتہ صدی کے جرمنی سے پیچھے ہے۔ یا کیا آج کا اٹلی گزشتہ صدی کے اٹلی سے کم ترقی یافتہ ہے یا کیا آج کا جاپان گزشتہ صدی کے جاپان سے پسماندہ ہے ان ممالک پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ آج کے جرمنی۔ آج کے اٹلی اور آج کے جاپان کے مقابلہ میں گزشتہ جرمنی اٹلی اور جاپان ایسے ہی تھے جیسے سمندر کے مقابلہ میں تالاب۔ پھر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب یہ تمام ممالک پہلے سے کئی گنا زیادہ ترقی کر چکے ہیں۔ تو ان کے قلوب میں وہ بے چینی کیوں پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے ہمسایہ ممالک کا چین چھین رکھا ہے۔ اگر ہم واقعات پر غور کریں تو اس نتیجہ پر باسانی پہنچ سکتے ہیں۔ کہ ان کے قلوب میں یہ بے چینی اپنی گزشتہ حالت پر نظر ڈالنے سے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ بعض دوسرے ممالک کو دیکھ کر پیدا ہوئی ہے۔ جو گزشتہ تین سو سال میں ترقی کر گئے ہیں۔ ان کو یہ شکوہ نہیں۔ کہ ان کے ملک کے باشندوں کے لئے رہنے کی کوئی جگہ نہیں رہی بلکہ انہیں شکوہ ہے تو یہ کہ دوسری اقوام پر حکومت کرنے کے انہیں ویسے سامان میسر نہیں۔ جیسے بعض دوسری حکومتوں کو حاصل ہیں۔ اگر محض رہنے کی جگہ کا سوال ان تمام جھگڑوں کی اصل بنیاد ہوتا۔ تو چاہیئے تھا کہ یہ تمام اقوام افزائش نسل کی تدابیر پر زور نہ دیتیں۔ مگر حالت یہ ہے۔ کہ جن کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ ان کے پاس رہنے کے لئے جگہ نہیں وہی افزائش نسل پر زور دے رہے ہیں۔ چنانچہ جرمنی افزائش نسل پر زور دے رہا ہے۔ اٹلی افزائش نسل پر زور دے رہا ہے۔ اور جاپان بھی ایک حد تک اپنی آبادی بڑھانے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے یہ بات بتاتی ہے۔ کہ لڑائی جھگڑوں کی وجہ یہ نہیں کہ ان کے پاس اپنے ملک کے باشندوں کے لئے جگہ نہیں رہی۔ بلکہ یہ ہے کہ وہ بعض اور اقوام پر حکومت کرنے کے خواہش مند ہیں۔ اور اس طرح اپنے اثر و رسوخ کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ جن قوموں میں ایک بیداری پیدا ہو چکی ہے۔ ان کی اس خواہش کو طاقت سے روکنا بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ طاقت سے ایک خواہش دبائی تو جا سکتی ہے مگر کلیۃً مٹائی نہیں جا سکتی

گزشتہ جنگ عظیم کے بعد یہ خیال کیا گیا تھا کہ جنگ کے امکانات اب ایک لمبے عرصہ تک مٹا دیئے گئے ہیں۔ مگر یہ توقع پوری نہ ہوئی۔ اور پوری ہو بھی نہیں سکتی تھی کیونکہ جب تک دنیا کے افکار میں محبت کی لہریں نہ اٹھ رہی ہوں۔ جب تک دل بغض اور تحاسد سے پاک نہ ہوں۔ اس وقت تک یہ امید رکھنا کہ تمام قومیں اپنی ہمسایہ اقوام سے صلح اور محبت کے ساتھ رہیں گی۔ ایک ایسا خواب ہے جو شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

پس ایک نئی دنیا کی تعمیر کے لئے سب سے پہلے دلوں کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ اور اخلاق کی صفائی کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قوموں اور حکومتوں میں سے اس وقت تک برائیوں کا عنصر مٹ نہیں سکتا۔ جب تک وہ اپنی اخلاقی ذمہ داریوں کو محسوس نہ کریں۔ کیونکہ جس طرح افراد کے لئے حرص لالچ۔ ظلم اور جھوٹ نقصان دہ ہیں اسی طرح قوموں اور ملکوں کے لئے بھی نقصان دہ ہیں۔ اور جس طرح اچھے انسان کے لئے جو سوسائٹی کے لئے اپنے آپ کو مفید وجود بنانا چاہتا ہے ضروری ہے کہ وہ کمزور کی مدد کرے۔ اسی طرح قوموں ملکوں اور حکومتوں کے لئے بھی اس بات کی ویسی ہی ضرورت ہے۔ جب تک دنیا کی اقوام اور دنیا کی حکومتیں اس بات کو مد نظر نہیں رکھیں گی اس وقت تک اس نئی دنیا کی تعمیر نہیں ہو سکتی جس کی خواہش لوگوں کے قلوب میں پائی جاتی ہے۔

اسی جنگ کو دیکھ لو اس جنگ کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ حکومتیں اپنے ملکوں پر قانع نہیں اور وہ چاہتی ہیں۔ کہ اپنے ملکوں اور اپنی سرحدوں سے پار دوسرے ممالک پر حکومت کریں۔ اور ان کے مال اور دولت سے فائدہ اٹھائیں۔ اب اس نقص کو سوائے اخلاق کی درستی کے ہم کس طرح دور کر سکتے ہیں۔ اگر طاقت سے ایک وقت اس نقص کو دبا بھی دیا جائے گا۔ تو لازماً کچھ عرصہ کے بعد وہ کسی اور شکل میں اور کسی اور قوم میں ظاہر ہو جائے گا۔ اگر دنیا یہ فیصلہ کرے کہ وہ ہمیشہ اصول اخلاق کے تابع رہے گی تو یقیناً ملک گیری کی ہوس نہ صرف ایک قوم کے دل سے بلکہ تمام قوموں کے دلوں سے اور نہ صرف ایک وقت کے لئے بلکہ ہمیشہ کے لئے مٹ جائے۔

وہ مقدس کتاب جس کے پیرووں میں شامل ہونے کا مجھے فخر حاصل ہے۔ اس نے اس بارہ میں ایک نہایت ہی اعلیٰ تعلیم دی ہے اور وہ یہ ہے۔ لَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ۔ یعنی چاہیئے کہ کوئی قوم اس مال و دولت کی فراوانی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھے۔ جو ہم نے دوسری اقوام کو دی ہوئی ہے یہ محض ظاہری دنیا کی زیبائش کی چیزیں ہیں۔ اور ہم نے جو حکم دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام اقوام کی اندرونی قابلیتوں کو ظاہر کرنے کے دنیا میں سامان موجود ہیں۔ یعنی ہر قوم اور ملک کے لئے ان کی ذاتی قابلیتوں کے اظہار کے لئے الگ الگ سامان موجود ہیں۔ پس انہیں چاہیئے۔ کہ وہ دوسری قوموں کی دولت کی طرف حریصانہ نگاہوں سے نہ دیکھیں۔ اسی طرح یہی مقدس کتاب فرماتی ہے کہ

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا

یعنی تم اس عورت کی طرح مت بنو۔ جو سوت کات کات کر ڈھیر کرتی رہتی۔ اور جب اچھی مقدار میں سوت جمع ہو جاتا۔ تو بجائے اس سے کپڑے بنوانے کے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی۔ اور سوت کے فائدہ سے محروم رہتی۔ گویا اس کی کوشش اور مال سب اکارت جاتا۔

اس مقدس کتاب نے یہ مثال درحقیقت ان لوگوں کی بیان کی ہے جو دوسرے ممالک سے معاہدات تو کرتے ہیں۔ مگر بعد میں ناجائز فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں۔ اور اس کے اندرونی نظام میں رسوخ اور نفوذ پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں اس طرح معاہدات کی اصل غرض پوری نہیں ہوتی اور جس طرح دھاگے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹ کر گرہ باندھنا مشکل ہوتا ہے۔ اسی طرح معاہدات کی اصل غرض حاصل نہیں ہو سکتی قرآن کریم یہ کہتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ دنیا میں امن قائم ہو تو تمہارے تمام معاملات اور معاہدات کی یہ غرض ہونی چاہیئے کہ کمزوروں کو ترقی دی جائے۔ غرض یہ دونوں ایسے زریں اصول ہیں کہ اگر دنیا ان پر عمل کرے۔ تو وہ تمام قسم کے فسادات سے محفوظ ہو جائے۔ اور ایک ایسی نئی دنیا بن جائے۔ جو موجودہ دنیا سے نرالی تمام فتنوں سے پاک اور صلح اور محبت سے پُر ہو۔

(ماہنامہ تریاق لاہور)

مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ سرحد کے لئے ضروری اعلان

تمام قائدین صوبہ سرحد کو بذریعہ اعلان مندرجہ الفضل مورخہ ۵ رجون ۱۹۵۴ء مطلع کیا گیا تھا کہ وہ کوائف مطلوبہ کے مجھے ۱۵ رجون سے پہلے مطلع فرما کر مشکور فرما دیں۔ مگر افسوس ہے کہ آج تک کسی مجلس کی طرف سے کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ حالانکہ بذریعہ خطوط بھی ان کو یاد دہانی کرائی گئی ہے۔ اس اعلان کے لئے دوبارہ یاد دہانی کروائی جاتی ہے کہ کوائف مطلوبہ ۲۵ رجولائی ۱۹۵۴ء سے پہلے ارسال فرما کر مشکور فرما دیں

(نائب صدر خدام الاحمدیہ سرحد)

سچی باتیں

از مولٰنا عبدالماجد صاحب دریابادی

قرآن مجید میں ایک جگہ ذکر اس کا ہو رہا ہے۔ کہ دربار فرعون کے ارکان اس سے کہہ رہے ہیں۔ کہ کیا موسیٰؑ اور موسائیوں کو اس کی اجازت رہے گی۔ کہ ہمارے دین و ملک کو تباہ کرتے رہیں؟ فرعون کہتا ہے۔ نہیں یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم ان پر ہر طرح غالب و حاکم ہیں۔ ہم ان کی نر اولاد کو ابھی تہ تیغ کئے ڈالتے ہیں۔ اس پر حضرت موسیٰؑ اپنے لوگوں کو سمجھاتے ہیں:

قال موسیٰ لقومہ استعینوا باللہ و اصبروا ان الارض للہ یورثھا من یشآء من عبادہ والعاقبۃ للمتقین۔

(پ ۹ الاعراف ع ۱۶)

موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا۔ کہ اللہ ہی کا سہارا رکھو۔ اور صبر کئے رہو۔ زمین اللہ ہی کی ہے۔ اور وہی جس کو چاہے۔ اپنے بندوں میں سے اس کا مالک بنادے۔ اور انجام کار اللہ سے ڈرنے والوں کے ہاتھ رہتا ہے۔

پیمبر وقت یہ نہیں کہتے۔ کہ تمہیں بادشاہت فوراً مل جاتی ہے۔ اور اس دشمن خدا حکومت کا تختہ اسی لمحہ الٹا یا جا رہا ہے۔ بلکہ فرماتے ہیں یہ کہ اپنا سہارا اللہ پر رکھو۔ اور یہ دنیوی عارضی حکومت و غلبہ کوئی معیار حق و مقبولیت تھوڑے ہی ہے۔ آخری فلاح اللہ والوں ہی کو حاصل ہوتی ہے۔

یہاں یہ حقیقت کیسی صاف کردی ہے۔ کہ حکومت دنیوی کا کوئی لازمی تعلق مقبولیت سے نہیں۔ ملکی حالت تو مصلحت تکوینی کے تابع ہے۔ یورثھا من یشآء من عبادہ۔ (تمامتر مشیت کے ماتحت ہے) نہ یہ ضرور ہے۔ کہ جو حاکم ہے وہ مقبول ہی ہو۔ اور نہ یہ ضرور کہ جو مقبول ہے وہ حاکم بھی ہو۔ محکومیت مقبولیت کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے۔ دونوں کے درمیان منافات نہیں۔

ایک کھلا ہوا راز

معاصر قومی آواز (لکھنؤ) کے ایک اداریے سے:

"مولانا ابوالقاسم نے اجودھیا جا کر جو تحقیقات کی ہے۔ اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی۔ کہ وہاں پولیس نے قانون اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اور ان مسلمانوں کو خوب زدوکوب کیا۔ جو جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد بابری میں جا رہے تھے۔ صرف اتنا ہی نہیں۔ بلکہ اس نے اپنی حرکتوں سے مسلمانوں کو دہشت زدہ کردیا۔ ان کے سامان کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ اور اس پر قبضہ کرلیا۔ اور پھر ضبط شدہ مال کو جب عدالت نے واپس دلایا۔ تو اس نے واپس کرنے میں چھ دن لگا دیئے! ...... اگر مسلمان عدم تشدد دانہ قانون شکنی کر رہے تھے۔ ان کو سیدھی طرح گرفتار کیا جا سکتا تھا۔ لیکن ان کو مارنے پیٹنے کا پولیس کو کوئی اختیار نہ تھا۔ زدوکوب کرنا قانون کو اپنے ہاتھ میں لے لینا ہے۔ جس کا پولیس کو کوئی حق نہیں۔ اور جو قانونی طور پر جرم ہے۔ ایک بات اور ہے۔ جو ہم کو کھٹک رہی ہے۔ اجودھیا میں بھی پولیس کا برتاؤ جانبدارانہ تھا۔ اور علی گڑھ میں بھی۔ اس کا کیا راز ہے۔ کہ دونوں جگہ ایک ہی پالیسی رہی؟"

لیکن ایسے کھلے ہوئے راز کو "راز" کہنا بجائے خود ایک ستم ظریفی ہے۔ کیا اتنی بات بھی کسی تصریح کی محتاج ہے۔ کہ اجودھیا اور علی گڑھ کے درمیان فاصلہ چاہے سینکڑوں میل کا ہو۔ لیکن بہرحال ہیں دونوں مقامات ایک ہی اسٹیٹ کے اندر اور افسر اعلا دونوں مقامات کے ایک ہی وزیر شہیر! تو کیا خدانخواستہ ان وزیر صاحب کو بے اصول ثابت کرنا اور درپردہ یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ ان کی پالیسی کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ؟ مشرق میں کچھ اور مغرب میں کچھ اور۔ یا پھر یہ کہ ہر ضلع کی پولیس اتنی خود مختار ہے۔ کہ جہاں جو چاہے۔ روش اختیار کرلے؟ (صدق جدید لکھنؤ)

مساجد بیرون پاکستان کی تحریک کو یاد رکھیے

سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین المصلح الموعود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد ہے۔ کہ

"ملازمین احباب کو ہر سال جو پہلی سالانہ ترقی ملے۔ وہ مساجد بیرون پاکستان کی تعمیر کے لئے دے دیا کریں۔"

آپ کو نئے بجٹ کی ترقی مل چکی ہے حضور انور کے ارشاد کی تعمیل میں پہلی ترقی کی رقم مساجد بیرون پاکستان کی تعمیر کے لئے ادا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

مناسب ہوگا۔ کہ آپ اپنے ماتحت عملے کو اس مبارک تحریک میں شامل کرکے مشکور فرماویں۔ (وکیل المال تحریک جدید)

سوویٹ روس میں مسلمانوں کی حالت

سوویٹ روس میں رہنے والے مسلمانوں کا حال اتنا پتلا ہے۔ کہ ان کی اس زمانہ کی حالت اس کے سامنے گرد ہے۔ جب وہاں زاروں کا راج تھا۔

زاری روس میں مطلق العنانی کا دور دورہ ضرور تھا۔ لیکن کلیت پسندی نہیں تھی۔ اگرچہ اختیار کا منبع اور ان جبری ذرائع کا منبع اور ان جبری ذرائع کا سرچشمہ جو سیاسی اقتدار رکھنے والے اختیار کرتے تھے زار کی شخصیت تھی۔ لیکن سرکاری نگرانی کا حلقۂ عمل آج کے معیاروں کے مطابق بہت چھوٹا سا تھا۔ مطلق العنانی اور افسر شاہی کا خول ضرور چڑھا ہوا تھا۔ مگر اس کے اندر رہ کر آزادی کی بھی خاصی گنجائش تھی۔

تمام مسلمان خانہ بدوشوں کو اس زمانے میں ایک خاص روسی قانون کے تحت شہریوں کے الگ خانے میں رکھا گیا تھا۔ اس قانون کے تحت آنے والوں کو عملاً قبائلی خود اختیاری حاصل تھی۔ وہ خود اپنا سردار چنتے تھے۔ اپنے اندرونی مسائل طے کرتے تھے۔ اور شریعت اور حدیث کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔ تمام مسلمانوں کو وہ سب حقوق حاصل تھے۔ جو سارے شہریوں کو ملے ہوئے تھے۔ ان میں سب سے اہم حق تھا آزادی مذہب۔ ان کی اپنی مسجدیں تھیں۔ اور اپنے مذہبی اسکول تھے۔ انہیں اپنے مذہبی فرائض بجالانے کی آزادی تھی۔ انہیں اپنی زبانوں میں اور عربی میں کتابیں اور رسالے چھاپنے کی آزادی تھی۔

اور اب ۱۹۱۷ء سے کمیونسٹ حکومت قائم ہے۔ کیا اس حکومت میں مسلمانوں کا کچھ بھلا ہوا ہے۔ زاری دور حکومت کی طرح سوویٹ کی حکومت بھی مطلق العنان اور سامراج پسند ہے۔ لیکن ساتھ ہی وہ کلیت پسند بھی ہے۔ کلیت پسند حکومت سارے سماجی اور سیاسی فرائض اپنے ذمے لے لیتی ہے۔ اور ان کی تکمیل کے لئے شہریوں کو اپنا آلۂ کار بناتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ حکومت کے حلقۂ عمل میں وہ علاقے بھی آجاتے ہیں۔ جو اب تک فرد اور خاندان کے مقدس علاقے سمجھے جاتے تھے۔

مسلمانوں کے بارے میں سوویٹ روس کی پالیسی نے تین صورتیں اختیار کیں۔ پہلی صورت تو یہ تھی۔ کہ ایک خود مختار سوویٹ جمہوریہ قائم کی گئی۔ جہاں مسلمانوں کو سیاسی خود مختاری تو بے شک حاصل نہیں تھی۔ لیکن تہذیبی اور بعض اقتصادی معاملات میں خاصی آزادی حاصل تھی۔ ماسکو نے یہ آزادی اس وجہ سے دے رکھی تھی۔ کہ ان مسلمان علاقوں میں اسے کمیونسٹوں کی وہ حمایت حاصل نہیں تھی۔ جو خاص روس میں تھی۔ اسی لئے انہیں مراعات دینے کی ضرورت پیش آئی۔

مگر جب ۱۹۳۰ء میں ان سرحدی علاقوں میں صورت حال پر قابو پا لیا گیا۔ تو ان حقوق کو گول کر دیا گیا۔ مسلمانوں کی تہذیبی خود مختاری بڑی حد تک کم ہو گئی۔ اقتصادی اور مذہبی حقوق چھین لئے گئے۔ مسلمانوں کے قوم پرستی کے تصور کو انقلاب دشمنی قرار دیا گیا۔ اور مسلمانوں کے علاقوں کی حالت کو سوویٹ یونین کے دوسرے علاقوں کی صورت حال کے مطابق بنا دیا گیا۔

آج سوویٹ یونین میں تین کروڑ کے لگ بھگ مسلمان ہیں۔ ان میں سے بہت سے تو نام نہاد اشتراکی جمہوریتوں میں آباد ہیں۔ جہاں انہیں کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ ان کی خود مختاری لے دے کر چند خاص انتظامی معاملات تک محدود ہے۔ خیوا اور بخارا کے صوبے پہلے خود مختار تھے۔ ۱۹۲۰ء میں انہیں فتح کیا گیا۔ اور ان کی سیاسی حیثیت ختم کر دی گئی۔

زار کے عہد میں مسلمانوں کو جو حقوق و مراعات حاصل تھیں۔ ان کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ جس قانون کی رو سے مسلمانوں کو شہریت کے ایک الگ خانے میں شمار کیا گیا تھا۔ وہ قانون منسوخ ہو چکا۔ خانہ بدوش قبائل بکھر گئے ہیں۔ انہیں زبردستی اجتماعی فارموں کے ساتھ باندھ دیا گیا ہے۔ مذہبی آزادی قطعی طور پر مفقود ہو چکی ہے۔ اور کم و بیش تمام مساجد اور مذہبی درسگاہیں بند کی جا چکی ہیں۔ شریعت اور حدیث ممنوع قرار دے دیئے گئے ہیں۔ قانوناً اس وقت کوئی مسلمان سیاسی جماعت سوویٹ یونین میں برسر عمل نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مسلم کمیونسٹ پارٹی کو بھی توڑ دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو اپنی الگ کتابیں شائع کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔ عربی رسم الخط جو مختلف مسلمان اقوام کے درمیان ایک تہذیبی رشتے کی حیثیت رکھتا ہے۔ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کی جگہ پہلے تو لاطینی رسم الخط کو دی گئی۔ پھر زبردستی روسی رسم الخط سر منڈھ دیا گیا۔ اس کوشش میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا جاتا۔ کہ مسلمان کسی طرح بھی یہاں تک کہ تہذیبی سطح پر بھی ایک ملت تصور نہ کریں۔

ہماری واضح رائے ہے کہ ۲۸ فروری ہی سے مسجد وزیر خاں کی صورت حال پکار پکار کر کاروائی کرنے کا مطالبہ کر رہی تھی

اگر جنرل اعظم کی تجویزوں پر عمل کیا جاتا تو پولیس بھی صورت حالات پر قابو پا سکتی تھی!

فسادات پنجاب کی تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ

(گذشتہ سے پیوستہ)

س: کیا آپ نے ان کی دشواری معلوم کرنے کی کوشش کی تھی۔ ج: مجھے صرف لاہور کی دیکھ بھال نہیں کرنی تھی۔ دوسری باتوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انہیں میٹرک کا امتحان دینے والوں کے سرپرستوں سے پریشانی سے بھرے ہوئے ٹیلیفون موصول ہو رہے تھے۔ اور انہیں فطری طور پر مسجد وزیر خان پولیس پر چھوڑنی پڑی۔ ہماری صرف اتنی گزارش ہے کہ وہ اس بات کو تسلیم کر لیتے۔ کہ انہوں نے اسے پولیس پر چھوڑ دیا۔ وہ کم از کم تین میل سے مسجد اور پولیس کی نگرانی کر رہے تھے۔ لیکن پولیس والوں اور مسجد والوں دونوں کو معلوم تھا کہ صورت حال قابو سے نکلتی جا رہی ہے۔ اور ان دونوں کو معلوم تھا۔ کہ انہیں کیا کرنا چاہیئے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ وہ برابر احکام جاری کر رہے تھے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ انہوں نے احکام جاری نہیں کئے۔ کیونکہ پولیس کو معلوم تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیئے۔ اور اسے خطرے کا یوں احساس تھا۔ اور انہیں اس نوعیت کو برداشت کرنا پڑا۔ ایسی باتوں پر صحفوں کے صفحے سیاہ کر دیئے گئے ہیں اور ہمیں اتنی فرصت نہیں ہے۔ کہ ہم انہیں نقل کر دیں۔ کیونکہ وہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ، یہ کہنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ کہ انہیں اصل کام نہ تو کوتوالی میں کرنا تھا نہ گورنمنٹ ہاؤس میں بلکہ مسجد وزیر خان میں۔ اور یہ کہ کرفیو کا اطلاق کم از کم مسجد وزیر خان پر ہونا تھا۔ اور صورت حال اگر قابو سے باہر تھی تو اسے پولیس کے سپرد کر دینا چاہیئے تھا۔

نیازی کی گرفتاری

غالباً یکم مارچ کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے علم میں یہ بات آئی کہ مولانا عبدالستار خان نیازی مسجد وزیر خان میں مقیم ہیں۔ لیکن انہوں نے کوئی ایسی تقریر نہیں کی جو ان کی گرفتاری کو حق بجانب قرار دے سکے ...... "مجھے معلوم تھا۔ کہ یہ سازش کا گڑھ تھا ...... میں نے جب دفعہ ۱۴۴ نافذ کر دی۔ تو یہ پولیس کا کام تھا کہ وہ وہاں جاتی" میرا خیال ہے کہ ان دو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا اس وقت یہ خیال تھا۔ کہ وہ حکم میں اندرون شہر کو شامل کر رہے ہیں۔ اس لئے اکثر وہ اس مفروضے پر اپنے استدلال کی بنیاد رکھتے ہیں۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ۳ مارچ کو رپورٹ دی گئی۔ کہ نیازی حکومت پر مسلسل نکتہ چینی کر رہے ہیں اور عوام کے جذبات برانگیختہ کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ایسا ۳ مارچ کو ہوا تھا۔ اس وقت میں انہیں گرفتار کرنے کا خیال کر رہا تھا۔ لیکن اسی دوران میں ایک کانفرنس منعقد ہو گئی جس میں میں نے ان کی گرفتاری کی پرزور تجویز پیش کی۔ لیکن کثرت رائے یہ تھی۔ کہ گرفتاری مسجد کے اندر نہ کی جائے" اب اس بیان کا ان کے تحریری بیان سے مقابلہ کیجئے جس میں انہوں نے ۲ مارچ کے واقعات کے حوالے کے ساتھ نیازی کی گرفتاری کی تجویز پیش کی تھی۔ کیونکہ وہ تین دن سے عوام کو مشتعل کر رہے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ نیازی کم از کم ۲۸ فروری سے نہ صرف مسجد میں تھے۔ بلکہ وہ اس وقت سے عوام کو بھڑکانے کی کوشش بھی کر رہے تھے۔ جب انہیں ان کا یہ بیان دکھایا گیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ تحریری بیان میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ وہ اس مبہم اطلاع پر مبنی ہے۔ جو انہیں سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملی تھی۔ ہمارے خیال میں یہ ایک ایسی اہم صورت حال ہے جس سے ایک گواہ خصوصاً ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو اپنے سابقہ بیان سے منحرف ہونے کی اجازت نہیں ملنی چاہیئے۔ درحقیقت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس قول کی بھی ۴ مارچ کی کانفرنس کے ریکارڈ (ڈی ایگزیبٹ ڈی ۶/۳۱) سے تردید ہوتی ہے۔ کہ مسجد سے نیازی کی فوری گرفتاری کی دوسرے افسروں نے مخالفت کی تھی۔ ریکارڈ میں یہ فیصلہ شامل ہے۔ کہ نیازی کے خلاف تدارکی کارروائی فوراً کی جائے۔ اور ہوم سیکرٹری ان کی گرفتاری کے احکام پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ ۳ کے تحت جاری کر دیں۔ اس فیصلے اور اس میں "فوری" کا لفظ پڑھنے کے باوجود ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور نے اصرار کیا۔ کہ جو تجویز مسترد کر دی گئی تھی وہ گرفتاری کی نہیں بلکہ (۱) فوری گرفتاری اور (۲) مسجد کی گرفتاری کی تھی۔

دوسرے الفاظ میں دوسرے افسروں نے فیصلہ کیا کہ گرفتاری اس وقت تک عمل میں نہ لائی جائے جب تک نیازی مسجد میں ہیں۔ لیکن انہوں نے یہ تسلیم کیا۔ کہ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ نیازی مسجد سے کب نکلیں گے۔ اور یہ کہ اس فیصلے کی اگر اس طرح تشریح کی جائے۔ تو یہ فیصلہ موثر نہیں ہو سکتا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا کہنا ہے۔ کہ بالکل یہی شکایات انہیں بھی تھی۔ لیکن اس حقیقت کے قطع نظر کہ فیصلے کے الفاظ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے اس بیان کی تردید کرتے ہیں۔ ہوم سیکرٹری اس امر سے انکار کرتے ہیں۔ کہ نیازی کی گرفتاری کے متعلق ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی کوئی تجویز مسترد کی گئی تھی فیصلہ تدارکی کارروائی کا کیا گیا تھا۔ یعنی یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ نیازی کو مزید تقریریں کرنے سے روک دیا جائے۔ اور ایسا انہیں گرفتار کئے بغیر ناممکن تھا ہوم سیکرٹری کا کہنا ہے۔ کہ وارنٹ اسی روز جاری کیا گیا تھا۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ہوم سیکرٹری کا یہ بیان دکھایا گیا۔ کہ نیازی پر حکم کی تعمیل نہیں ہو سکی کیونکہ سی۔ آئی۔ ڈی کی رپورٹ کے مطابق مسجد مشتعل مجمع سے بھری ہوئی تھی۔ تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے جواب دیا کہ اس سے مراد یہ نہیں تھی۔ کہ انہیں مسجد کے اندر سے گرفتار کیا جائے۔ اور یہ بات میرے اس بیان سے مطابقت رکھتی ہے

. . . .

کہ انہیں مسجد سے گرفتار کرنے کے سلسلے میں میری تجویز مسترد کر دی گئی تھی۔ ہم اگر اس سلسلے میں کچھ نہ کہنا چاہیں۔ تب بھی یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ ایسی گواہیاں پیش ہوں۔ تو ہم ایک قدم بھی نہیں بڑھا سکتے۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش بالکل بے سود ہے۔ کہ مولانا نیازی اگرچہ مسجد سے گرفتار کئے جا سکتے تھے لیکن انہیں گرفتار کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی گئی۔ ہماری واضح رائے ہے۔ کہ ۲۸ فروری سے مسجد وزیر خان کی صورت حال پکار پکار کر کاروائی کا مطالبہ کر رہی تھی۔ اور یہ کوئی الگ تھلگ جگہ نہیں تھی۔ بلکہ تمام سرگرمیوں کا مرکز تھی۔ جہاں تک انسپکٹر جنرل کے ان اندیشوں کے مستحکم ہونے یا نہ ہونے کا تعلق ہے۔ جو انہوں نے اندرون شہر میں کرفیو لگانے کے ناممکن ہونے کے متعلق ظاہر کئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے سوالات کا جو جواب دیا ہے۔ ان کے پیش نظر ہماری رائے میں اس کے ممکن ہونے کی امید کی جا سکتی تھی۔ اور ہم اپنے سوالات میں اعتماد کے ساتھ نہ پوچھ سکتے۔ اگر ہمیں یہ نہ معلوم ہوتا کہ فوج کسی مظاہرے کے بغیر اس میں کامیاب ہو گئی تھی۔ جنرل اعظم نے شکایت کی تھی۔ کہ امن و امان بحال کرنے کی عام کاروائی کے سلسلے میں ہمیں اندرون شہر سے باہر رکھا گیا۔ لیکن اندرون شہر ہی تمام سرگرمیوں کا مرکز تھا۔ ہم اس میں آسانی سے گشت کر سکتے تھے۔ باہر والی سے کئے جانے والے اقدامات اور [illegible] کا نتیجہ فسادات کی شکل میں رونما ہوا۔ آگے چل کر انہوں نے کہا۔ گورنمنٹ ہاؤس میں صبح کی کانفرنس میں میں نے تجویز پیش کی۔ کہ ڈی۔ ایس۔ پی کو حکم اندرون شہر میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اور وہی سب سے زیادہ فساد زدہ علاقہ ہے۔ ہم وہاں سخت کاروائی کریں گے۔ یہ دریافت کرنے پر کہ اندرون شہر اگر بغاوت کر دے تو وہ کیا کریں گے جنرل اعظم نے جواب دیا۔ میں اس علاقے کو صاف کر دیتا۔ جیسا کہ میں نے ۶ مارچ کو چھ بجے شام تک کر لیا تھا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ مسجد وزیر خان کا آہنی پھاٹک توڑنا مناسب نہیں تھا۔ جس میں لوگوں نے اپنے کو مقفل کر لیا تھا لیکن میں نے ان کی بجلی بند کر دی۔ ان کے لاؤڈ سپیکر اور پانی کے نل کاٹ دیئے۔ اور کسی کو اندر نہیں جانے دیا بالکل یہی میں نے اس کانفرنس میں تجویز کیا تھا جو ۴ مارچ کی صبح کو وزیر اعلیٰ کے مکان پر ہوئی تھی۔ لیکن انسپکٹر جنرل پولیس نے اس وقت اعتراض کیا تھا۔ کہ انگریزوں نے جب اندرون شہر میں کاروائی کی تھی۔ تو انہیں نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ میں نے یہ رائے نہیں دی۔ کہ شہر فوج کے سپرد کیا جائے۔ بلکہ میں نے یہ کہا تھا۔ کہ پولیس اگر متاثرہ علاقے کو صاف نہیں کرتی۔ تو مجھے ایسا کرنے کی اجازت دی جائے۔ میں نے اندرون شہر کو صاف کرنے کے لئے ۶ مارچ کو صرف ایک بٹالین استعمال کی تھی۔"

سرکش مسجد والوں کو جو حکومت کے لئے ہوا بنے ہوئے تھے۔ اس کی بنیادی ضروریات سے محروم کر کے قابو میں کر لینا کوئی خیالی بات نہیں کیونکہ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ اسے ممکن کر دکھایا گیا ہے۔ جنرل اعظم خان اگر یہ نہ بتاتے کہ انہوں نے یہ تجویزیں کانفرنس میں بھی پیش کر دی تھیں تو ہم یہ خیال کر سکتے تھے۔ کہ یہ فوج کا کوئی خام

کارنامہ تھا۔ جو سول نظم ونسق سے ایک سربستہ راز رکھا گیا۔ مسٹر انور علی اور مسٹر چندریگر کے سوا نظم ونسق سے تعلق رکھنے والے تمام گواہوں کو خود ان کی گواہی سے پہلے اخباروں میں جنرل اعظم کی گواہی کا حال پڑھنے کا موقعہ مل چکا تھا۔ اور انہوں نے انکی تردید نہیں کی۔ کشت وخون کے ڈر سے شہر کو فوج کے سپرد کرنے میں پس وپیش سمجھ میں آنے والی بات تو ہو سکتی ہے۔ لیکن قابل معافی نہیں۔ مگر ان پر امن ذرائع کو اختیار نہ کرنے کا کیا عذر بیان کیا جا سکتا ہے۔ جو جنرل اعظم نے پیش کی تھیں۔ اور جن پر بعد میں انہوں نے عمل کر دکھایا تھا

جب ہم نے مری میں تحریری بیانات پڑھے تو ہمیں یہ یقین ہو گیا تھا۔ کہ مسجد وزیر خاں کے معاملے میں غفلت برتی گئی۔ لیکن مری میں ہمیں اس بات سے حیرت ہوئی کہ جب مسجد کے سامنے سید فردوس شاہ کے قتل کی اطلاع ملی تو ہر شخص کوتوالی کی طرف ہی بھاگا۔ جب ہم نے پہلا بیان پڑھا۔ تو ہم نے سمجھا کہ شاید غلطی سے مسجد وزیر خاں کے بجائے کوتوالی لکھ دیا گیا ہے۔ لیکن جب ہم نے دوسرا بیان پڑھا۔ اور ہم نے اس میں بھی کوتوالی کو ہی توجہ کا مرکز پایا۔ تو ہم نے خیال کیا کہ شاید کوتوالی مسجد وزیر خاں کا کوئی حصہ ہے۔ ہمیں اب یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ ہر کسی کے کوتوالی کی طرف بھاگنے کی وجہ یہ تھی۔ کہ مسجد وزیر خاں سے اگلی بہترین جگہ کوتوالی ہی تھی۔ مسٹر انور علی نے کہا ہے کہ احتیاطی اقدامات کئے بغیر مسجد میں جانا محفوظ نہ تھا۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ انہیں بھی اس خطرے کا سامنا کرنا چاہئیے تھا۔ جو سید فردوس شاہ کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ لیکن اس مرحلہ پر یہ جواز یقیناً موجود تھا کہ اس خاص صورت حال کو فوج کے حوالہ کر دیا جاتا۔

فائرنگ میں نرمی

مسٹر چندریگر اور جنرل اعظم کے سوا تمام افسر متفق ہیں کہ ۵ مارچ کی شام کو تیسری کانفرنس بھی ہوئی تھی۔ جس کی صدارت خود مسٹر چندریگر نے ہی کی۔ ہم جنرل اعظم کا ذکر کرتے ہیں۔ کیونکہ ملک حبیب اللہ ایس پی (سی۔ آئی۔ ڈی) نے جو مختصر سا میمورنڈم ریکارڈ کیا ہے۔ اس میں جنرل اعظم نے کہا ہے کہ انہوں نے اس اجلاس میں شرکت نہیں کی ممکن ہے کہ وہ ان کانفرنسوں میں عام طور پر موجود رہے ہوں۔ اور میمورنڈم میں غلطی سے ان کا ذکر آ گیا ہو۔ لیکن یہ غلطی ایک ایسے شخص کے بارے میں سرزد نہیں ہو سکتی جس نے اجلاس کی صدارت کی۔

لیکن فائرنگ میں نرمی کے فیصلہ پر سب متفق نہیں۔ مسٹر دولتانہ نے کہا ہے۔ کہ ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا تھا ہوا صرف یہ تھا کہ ہز ایکسی لینسی گورنر پنجاب نے دوسرے مقامات میں بعض ذاتی تجربات کی مثالیں پیش کیں۔ اور یہ تجویز کیا کہ کرفیو آرڈر کی ٹیکنیکل خلاف ورزیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ یہ واقعہ بعد از نماز مغرب کا ہے۔

مسٹر چندریگر نے کہا کہ ممکن ہے کابینہ پنجاب کا اجلاس میری عدم موجودگی میں گورنمنٹ ہاؤس کے کسی حصہ میں منعقد ہوا ہو۔ اور اس نے یہ فیصلہ کیا ہو جہاں تک خود ان کا تعلق ہے انہوں نے صبح کے اجلاس میں رائے دی تھی۔ کہ کرفیو کی ٹیکنیکل خلاف ورزیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ مثلاً کوئی شخص اگر کرفیو کے وقت کسی سڑک پر چلتا پھرتا دیکھا جائے تو دستور یہ ہے کہ اسے گولی نہ ماری جائے۔ بلکہ اسے گرفتار کر لیا جائے۔ انہوں نے کہا مجھے فائرنگ نرم کرنے کے کسی واقعے کا علم نہیں ہوا

جنرل اعظم نے کسی شخص کو ایسے فیصلے کا ذکر کرتے نہیں سنا۔ لیکن مسٹر انور علی نے ان سے پانچ بجے شام کو ان کے جیمخانہ کے ہیڈ کوارٹرز میں ملاقات کی تھی۔ وہ سخت پریشان معلوم ہوتے تھے۔ اور انہوں نے کہا کہ دن میں فائرنگ ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے لوگوں نے مخالفت شروع کر دی ہے۔ میرا اپنا تاثر یہ تھا کہ ان کے خیال میں سخت فائرنگ کرنی ایک غلطی تھی۔ انہوں نے کہا کہ پولیس جب کبھی فائرنگ کرتی ہے۔ تو اس کی ہمیشہ تحقیقات کی جاتی ہے

اس سلسلے میں مسٹر انور علی کی گواہی کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا جاتا ہے۔

۵ کی شام کو گورنمنٹ ہاؤس کے ایک اجلاس میں گورنر نے مجھ سے صورت حال دریافت کی مسٹر عالم (ڈی۔ آئی۔ جی) نے رپورٹ دی کہ آخری واقعہ یعنی پولیس کی ایک گاڑی کو آگ لگانا۔ ڈھائی بجے بعد دوپہر پیش آیا تھا۔ اس وقت تک ہمیں یہ حکم تھا کہ ہم غیر قانونی مجمع منتشر کر دیں۔ اور زیادہ سے زیادہ طاقت استعمال کریں۔ اس کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا کہ ٹیکنیکل جرائم پر فائرنگ نہ کی جائے۔ غالباً خود گورنر نے "نرمی کرنے" "سلٹ اپ" کے الفاظ استعمال کئے میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ موجود تھے اور انہی نے فائرنگ میں نرمی کی تجویز پیش کی تھی

غالباً ان کے ذہن میں رہنماؤں کی یہ شکایت تھی کہ فائرنگ بہت زیادہ ہوئی ہے۔ جہاں تک پولیس پر اس کے اثر کا تعلق ہے۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اس فیصلے سے پولیس کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ لیکن ان میں تکان کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ کیونکہ وہ کسی آرام کے بغیر عرصے سے ڈیوٹی پر تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ تھی کہ تحریک میں کمی کے آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ یہ کہنا درست نہیں ہے کہ پولیس نے ان اسباب کی بنا پر کارروائی نہیں کی لیکن انہیں یہ اطلاع ضرور ملی تھی۔ کہ بعض جونیئر پولیس افسروں نے خیال کیا تھا کہ فائرنگ غیر ضروری تھی۔ کیونکہ مطالبات منظور کر لئے گئے تھے۔

فائرنگ میں نرمی سے کام لینے کے فیصلے اور گورنمنٹ ہاؤس کی کانفرنس کا ذکر کرتے ہوئے عدالت نے لکھا ہے کہ ملک حبیب اللہ جنہوں نے میمورنڈم قلم بند کیا ہے یہ ٹھیک نہیں بتلا سکتے کہ فیصلہ کیا تھا میمورنڈم میں صرف یہ کہا گیا تھا۔ کہ کرفیو آرڈر کی ٹیکنیکل خلاف ورزیوں کو نظر انداز کر دیا جائے ان کے بیان کے مطابق اس فیصلے کا لب لباب یہ تھا کہ پولیس کو صرف اسی وقت گولی چلانی چاہیئے۔ جب اس پر حملہ کیا جائے۔ اور یہ کہ کرفیو دفعہ ۱۴۴ کے تحت دوسرے احکام کی خلاف ورزیوں کو نظر انداز کر دیا جائے۔ ان کا قول ہے کہ یہ فیصلہ گورنر کی تجویز پر کیا گیا تھا۔ لیکن میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ صرف گورنر کا فیصلہ تھا.... مجھے پوری طرح سے یاد نہیں ہے۔ لیکن غالباً وزیر اعلیٰ ملک محمد خان لغاری اور بعض دوسرے وزرا نے کہا تھا کہ انہیں چوک دالگراں میں فائرنگ کے متعلق ایک تشویشناک رپورٹ ملی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تاثر یہ تھا کہ ایسا ریلوے مزدوروں کی جانب سے کرفیو آرڈر کی ٹیکنیکل خلاف ورزی کی وجہ سے ہوا تھا۔ مسٹر عالم نے صورت حال کی تشریح کی جس کے بعد ایسا معلوم ہوتا تھا کہ حکومت مطمئن ہو گئی تھی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ممتاز شہریوں نے حکومت پر دباؤ ڈالا تھا۔ افسر اس فیصلے کے حق میں نہیں معلوم ہوتے تھے گورنر نے نظیر کے طور پر ۱۹۲۱ء کے ٹولا پور کے فسادات کی مثال پیش کی۔ فیصلے کا پس منظر یہ ہے کہ ۴ مارچ کو ڈی ایس پی کے قتل کے بعد ۵ مارچ کو اور اس کے بعد والی رات کو آتش زنی اور زدوکوب کے متعدد واقعات پیش آئے

تھے۔ مجمع کو منتشر کرنے کے لئے پولیس کو کئی بار فائرنگ کرنی پڑی۔ گورنمنٹ ہاؤس کی کانفرنس میں شاید اس پر تشویش ظاہر کی گئی۔ اور یہ اندیشہ تھا کہ فائرنگ سے عوام اور زیادہ مشتعل ہو جائیں گے۔ فائرنگ میں نرمی سے کام لینے کے بعد صورت حال قطعی طور پر ابتر ہو گئی۔ پولیس کے حوصلے پست ہو گئے تھے۔ اور شرارت پسند بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگے تھے۔"

حافظ عبد المجید کا بیان

حافظ عبد المجید نے اپنی گواہی کے پہلے دن کہا تھا کہ "سلٹ اپ" کے الفاظ انسپکٹر جنرل نے استعمال کئے تھے اور فائرنگ میں کمی کی تجویز بھی انہوں نے پیش کی تھی۔ گورنر یا جنرل اعظم کی موجودگی کے متعلق وہ یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکے۔ حافظ عبد المجید کا کہنا ہے کہ اصل مقصد یہ تھا۔ کہ دوسرے روز جمعہ تھا۔ اور سہ پہر میں کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ اس لئے ہمیں عوام کو مشتعل نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن ان باتوں سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔ کہ ضرورت پڑنے پر بھی سخت کارروائی نہ کی جائے۔ لیکن اپنی گواہی کے دوسرے دن حافظ عبد المجید نے اپنے بیان کی تشریح کرتے ہوئے کہا کہ وہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ فائرنگ میں کمی کی اصل تجویز سب سے پہلے مسٹر انور علی نے پیش کی تھی۔ یہ درست نہیں ہے کہ سرکاری افسر اس فیصلے کے خلاف تھے۔ اور ایک اور واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ

ٹڈیوں کے بھاری دلوں کے ذریعہ فصل خریف کو زبردست نقصان
دلوں کو تباہ کرنے کے لئے مؤثر طریقے اختیار کرنے کا مشورہ

لاہور ۱۲ جولائی۔ حکومت پنجاب کے ایک پریس نوٹ میں بتایا گیا ہے کہ حال ہی میں ٹڈیوں کے بھاری دل نے جیجہ وطنی سے پتوکی تک کے علاقہ میں وارد ہو کر فصل خریف اور خاص کر کپاس اور جوار کی فصلوں کو شدید نقصان پہنچایا ہے۔ یہ ٹڈی سیاہی مائل اور سرخ رنگ کی ہیں۔ اور چار میل کے لگ بھگ علاقہ میں پھیل چکی ہیں۔ ٹڈیوں اور ان کے انڈوں سے نپٹنے کے لئے عوام کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ حسب ذیل حفاظتی تدابیر اختیار کریں۔ (۱) ٹڈی دل کو ڈھول اور خالی ٹین بجا کر اڑا دیا جائے۔ پٹاخے چھوڑے جائیں اور فضا میں سفید یا رنگدار جھنڈیاں لہرائی جائیں تاکہ ٹڈیاں فصلوں پر نہ بیٹھ سکیں۔ جن جھاڑیوں پر ٹڈیاں رات گذارنے کے لئے بیٹھیں انہیں اگر موزوں سمجھا جائے تو آگ لگا دی جائے۔ (۲) ٹڈیوں کو صبح کے وقت جب وہ خنکی کی وجہ سے بے حس ہوتی ہیں۔ سوہاگہ کے ذریعہ یا ان پر مویشیوں کے یا بھیڑوں کے گلہ کو چھوڑ کر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ ٹڈیوں کو ہاتھ یا جھاڑو کے ذریعہ اکٹھا کر کے درختوں کی خاردار ٹہنیوں اور جھاڑوؤں وغیرہ سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔ (۳) ٹڈیوں پر بی ایچ سی زہر چھڑکا جائے۔ انڈے دینے والی ٹڈیاں بے بسی ہونے کے باعث اڑنے سے معذور ہوتی ہیں۔ (۴) اس صورت حال سے ان کے قلع قمع کا ایک بہترین موقع میسر آتا ہے۔ ایسے موقعہ پر انہیں جھاڑوں یا درختوں کی ٹہنیوں سے ختم کیا جا سکتا ہے۔ ان پر سہاگہ چلایا جا سکتا ہے۔ اور انہیں بھیڑ بکریوں اور مویشیوں کے کھروں تلے روندا جا سکتا ہے۔ جن علاقوں میں ٹڈیوں نے انڈے دئے ہوں اس کی نشاندہی کر کے اس کے رقبے کا تعین کیا جائے۔ انڈوں کی تباہی کا کام جلد از جلد ہاتھ میں لیا جائے۔ کھرپیوں یا بیلچوں سے زمین کھود کر انڈے برآمد کر کے تباہ کر دیے جائیں۔ ٹڈیوں کے انڈوں والے رقبہ پر دن کے وقت ہل چلایا جائے اس طرح سے زمین سے جو انڈے برآمد ہوں گے وہ یا تو دھوپ سے خود بخود ہلاک ہو جائیں گے یا انہیں پرندے چگ لیں گے۔ انڈے دینے والی مدت کے دس دن کے اندر اندر انڈوں سے متاثرہ رقبوں کے گرد اگرد ڈیڑھ فٹ گہری اور دو فٹ چوڑی خندقیں کھودی جائیں تاکہ ان سے سفید اور لے دھبے بچے ان خندقوں میں گر کر تباہ ہو جائیں جن جگہوں میں پانی مہیا ہو سکے وہاں انڈوں سے متاثرہ رقبہ کو سیراب کیا جائے۔ تاکہ انڈوں سے نکلنے والے بچے ٹڈوں کی شکل میں نمودار نہ ہو سکیں۔

سوتی کپڑے کے لئے لائسنس

لاہور ۱۲ جولائی۔ حکومت پنجاب نے ایک پریس نوٹ میں بتایا ہے۔ کہ سوتی کپڑوں کے تھوک اور پرچون فروشی کے لائسنسوں کے سلسلہ میں کپڑے کے تاجروں سے درخواستیں موصول کرنے کی آخری تاریخ ۱۷ جولائی ۱۹۵۳ء مقرر کی گئی ہے۔ اس بارے میں درخواستیں متعلقہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کے پتہ پر مذکورہ تاریخ سے قبل ارسال کی جائیں۔ واضح رہے کہ اس تاریخ کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں کو قبول نہیں کیا جائے گا۔ پریس نوٹ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دستی کھڈیوں کے کپڑا کے لئے کوئی لائسنس درکار نہیں ہوگا۔

گورنر جنرل لاہور آ رہے ہیں

لاہور ۱۲ جولائی۔ گورنر جنرل مسٹر غلام محمد بدھ کے روز ایبٹ آباد سے لاہور پہنچ رہے ہیں وہ لاہور میں ایک روز قیام کر کے دوسرے دن کراچی روانہ ہوں گے۔

—— لاہور ۱۲ جولائی۔ وزیر داخلہ مسٹر مشتاق احمد گورمانی آج پاکستان میل کے ذریعہ لاہور سے کراچی روانہ ہو گئے۔ انہوں نے لاہور میں دو روز قیام کیا۔

آغا خان پاکستان میں کئی کروڑ روپیہ لگائیں گے

کراچی ۱۲ جولائی۔ معلوم ہوا ہے کہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے لیڈر مسٹر آغا خان۔ برطانی آئرش اور فرانسیسی اصطبلوں کے گھوڑے فروخت کرنے والے ہیں۔ ان کی فروخت سے جو رقم وصول ہوگی۔ وہ مشرقی اور مغربی پاکستان کی ترقیاتی اسکیموں پر لگا دیں گے۔ مسٹر آغا خان ذاتی طور پر کروڑوں روپیہ لگانے کے علاوہ یہ بھی چاہتے ہیں کہ فرقہ اسمٰعیلیہ کے لوگ پاکستان کی صنعتی ترقی پر روپیہ لگائیں۔

امریکہ، پاکستان، تھائی لینڈ اور فلپائن کے نمائندوں کی کانفرنس

واشنگٹن ۱۲ جولائی۔ امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ایک ترجمان نے یہاں پر بیان کیا۔ کہ جنوب مشرقی ایشیا کی دفاعی تنظیم کے متعلق جو بات چیت ہو رہی ہے۔ اس سے امریکہ اپنے ساتھیوں کو خصوصاً پاکستان۔ تھائی لینڈ اور فلپائن کو باخبر رکھے گا —— واشنگٹن کی ایک اور اطلاع مظہر ہے۔ کہ جمعہ کو پاکستان تھائی لینڈ اور فلپائن کے نمائندوں اور امریکی وزیر خارجہ مسٹر ڈلس کے درمیان ایک خفیہ کانفرنس ہوئی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اس ملاقات میں مسٹر ڈلس جنوب مشرقی ایشیا کی دفاعی تنظیم کی تفصیلات سے ان ملکوں کے نمائندوں کو باخبر کیا۔ یاد رہے۔ کہ جنوب مشرقی ایشیا کے دفاع کے سوال پر حال ہی میں چرچل، آئزن ہاور کے درمیان کانفرنس ہوئی تھی۔

مشرقی بنگال میں سیلاب کی تباہ کاریاں

ڈھاکہ ۱۲ جولائی۔ صوبہ کے مختلف مقامات سے وصول ہونے والی خبریں مظہر ہیں۔ کہ امسال شدید بارش سے پٹ سن اور دھان کی فصل کو سخت نقصان پہنچا ہے۔ رنگ پور کے علاقہ کریم گنج اور گائے بندھا کے علاقہ میں دیہات زیر آب ہو گئے ہیں۔ سیلاب سے ان لوگوں کو نقصانات پہنچے ہیں۔ جو کاشت کے لئے زمین نہیں رکھتے۔ مشرقی بوگرا کے ایک حصہ کو سیلاب نے بہت نقصان پہنچایا ہے۔ پٹ سن اور دھان کی فصل ۷۵ اور ۵۰ فی صدی تباہ ہو گئی ہے۔ اس کے علاوہ جمال پور، سراج گنج، پبنہ اور میمن سنگھ میں بھی سیلاب اور بارش سے جائدادوں کو نقصانات پہنچے ہیں۔

بھارت کے نائب صدر امریکہ کے دورہ پر

دہلی ۱۲ جولائی۔ نائب صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر رادھا کرشنن شمالی اور جنوبی امریکہ کے دورہ پر جا رہے ہیں۔ وہ ۶ ہفتہ تک ان ممالک کا دورہ کریں گے۔ وہ امریکہ اور کینیڈا کے علاوہ جنوبی امریکہ کے ۶ ممالک میں بھی جائیں گے۔ ۲ ستمبر کو وہ ہند لوٹ آئیں گے۔

پاکستان اور بھارت میں جبری تبدیلی مذہب کو جرم قرار دیا جائے گا؟

نئی دہلی ۱۲ جولائی۔ ہند اور پاکستان کے وزراء اقلیت کے مذاکرات میں کافی پیش رفت ہوا ہے۔ دونوں وزراء اکتوبر کے آخری نصف میں تری پورہ آسام مغربی بنگال اور مشرقی بنگال کے دورہ کا پروگرام بنایا ہے۔ اس دورہ کے سلسلہ میں مسٹر پٹھان عنقریب مشرقی بنگال جائیں گے —— مسٹر پٹھان اور مسٹر بسواس نے اغوا شدہ عورتوں کی بازیابی کے لئے دونوں ممالک میں خواتین مقرر کرنے پر بھی غور کیا گیا۔ اس بات پر بھی غور کیا گیا کہ جبری تبدیلی مذہب کو روکنے کے لئے ایک قانون نافذ کیا جائے۔ اس قانون کے تحت جبریہ تبدیلی مذہب کو جرم مستوجب سزا قرار دیا جائے گا۔ [illegible] ایسے قانون کے نفاذ کا سوال ۱۹۵۳ء سے زیر غور ہے۔ مسٹر پٹھان نے ایک ملاقات میں بتایا کہ ان کی اور مسٹر بسواس کی ملاقات غیر رسمی انتہائی خوشگوار اور دلچسپ ہے مجھے مسٹر بسواس سے ملاقات کر کے بڑی خوشی ہوئی ہے۔

برطانیہ ایک کروڑ پونڈ مصر کو دیگا!

لنڈن ۱۲ جولائی۔ سرکاری خزانہ کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ برطانیہ امسال مصر کو ایک کروڑ پونڈ دے گا۔ واضح ہو کہ ۱۹۵۱ء میں برطانیہ اور مصر کے درمیان معاہدہ ہوا تھا۔ کہ برطانیہ ۱۹۵۲ء سے [illegible] تک مصر کو ہر سال ایک کروڑ پونڈ دیا کرے گا۔

جاپان میں چالیس لاکھ آدمی بے روزگار ہیں

ٹوکیو ۱۲ جولائی۔ جاپان میں بیروزگاری نے ایک خطرناک صورت حالات پیدا کر دی ہے۔ وزیر اعظم کے محکمہ کے ایک اعلان میں تسلیم کیا گیا ہے کہ بیروزگاروں کی تعداد چالیس لاکھ کے قریب ہے۔ اگرچہ رجسٹرڈ بیروزگاروں کی تعداد ۳ لاکھ ۲۰ ہزار ہے۔

بیروزگاری کے جائزہ کا کام مارچ ۱۹۵۳ء میں شروع کیا گیا تھا کیونکہ کانوں جہاز رانی کے کارخانوں اور ٹرانسپورٹ میں بے کاری زیادہ ہے۔ لیکن بیروزگاروں کی صحیح تعداد کا معلوم کرنا مشکل ہے اس لئے کہ بیروزگار ہونے والے تمام جاپانی اپنے نام درج نہیں کراتے

ملتان میں ٹڈیوں نے ایستادہ فصلوں کو نقصان پہنچایا!

لاہور ۱۲ جولائی۔ ملتان سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ اس علاقہ میں پچھلے ہفتہ ٹڈی دل نے ایستادہ فصلوں کو بہت نقصان پہنچایا۔ زیادہ نقصان لودھراں۔ دھاری اور شجاع آباد میں پہنچا ہے۔ اندیشہ ہے۔ کہ آئندہ چند دنوں میں مزید نقصان پہنچے گا اس وجہ سے کہ ہنوز ٹڈیوں پر قابو پایا نہیں جا سکا ہے۔

مسٹر قدوائی بھارت کے وزیر صنعت مقرر ہوں گے

دہلی ۱۲ جولائی۔ وزارت خوراک کے ختم ہو جانے کے امکانات کے پیش نظر سیاسی حلقوں میں یہ خیال ظاہر کیا جا رہا ہے کہ غالباً مسٹر قدوائی کو وزیر صنعت و تجارت بنایا جائیگا مسٹر کرشنا چاری مسٹر لال بہادر شاستری سے ریلوے کا چارج لیں گے اور وزیر داخلہ ڈاکٹر کاٹجو وزارت داخلہ سے مستعفی ہو جائیں گے ان کو غالباً بمبئی کا گورنر بنایا جائے گا۔